السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(لاؤڈ سپیکر پر خطبہ دینا اور امام کا قرأت نماز ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز نیز اگر ایسا کرے تو اس کی اور جماعت کی نماز ہو سکتی ہے یا نہ؟ (عبد الخالق سری نگری

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نیک نیتی سے جائز ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔

شرفیہ

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سب سے بڑا اجتماع حجة الوداع کا تھا اس میں آپ نے عید کے دن خطبہ فرمایا۔ تو آپ تقریر فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ترجمان اور مبلغ تھے۔ عن رافع بن عمرو المزنی قال رایت رسول اللہ ﷺ یخطب الناس بمنی حین ارتفع الضحی علی بغلة شهباء وعلی رضی اللہ عنه یعبر والناس بینه قائم وقاعد انتھی سنن ابی داوٗد ص ٢٧٧ وقال فی التنقیح رجاله موثقون واخرجه ایضًا النسائی ص ١٣٨، ج ا سنت تو یہ تھی مگر چوں کہ آج کل جدید لذیذ کی بلا عموم البلویٰ ہے اور بعض اصحاب نے جدل سے اباحت فرمائی ہے۔ خیر سنت نہ سہی اباحت ہی سہی مگر یہ امر امام کو نماز میں جائز نہیں اس لیے کہ خطبہ میں تو مقصود اسماع سامعین ہے یعنی سب کو سنانا مقصود ہے اور نماز میں قرأت یا تکبیر میں بعض کا اسماع کافی ہے۔ اس لیے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور کی علالت کے وقت آپ امام تھے اور صدیق اکبر مکبر تھے کیوں کہ آپ کی آواز پست تھی، تکبیر بھی سب کو نہ سنی جاتی تھی اور حجة الوداع میں تکبیر کا ثبوت نہیں، ثابت ہوا کہ امام کی قرأت وتکبیر کا سب کو سنانا ضروری نہیں لہٰذا بلا ضرورت ایک چیز کو مقصود بنانا نماز میں لاؤڈ سپیکر لگانا تشریع جدید ہے۔ نیز آگے چل کر خطرہ جدید ہے کہ لوگ مقتدی اور امام اپنے اپنے گھروں میں اس کی اقتداء کرکے مساجد کو معطل کردیں اور نماز کھیل بن جائے۔

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

لاؤڈ سپیکر کے جواز پر علمائے کرام کا عام طور پر اتفاق ہو چکا ہے، عدم جواز کے قائلین اس کا ثبوت نہیں دے سکے اور نہ ہی اس کے عدم جواز پر ممانعت پر کوئی دلیل ملتی ہے۔

(مفتی اہل حدیث سوہدرہ پنجاب پاکستان ٢٤٨۔ ١٩٥١)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ٥٩٠)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 04 ص 80

محدث فتویٰ